نحل لقطتھا الا المنود۔ نہ اس کی گم شدہ چیز حلال ہو سکتی ہے بجز اس
(صحیح بخاری) کے جو اس کو تلاش کر رہا ہو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اہم بالشان خطبہ وہ ہے جو آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر دیا تھا یہ خطبہ احکام کا مجموعہ ہے جس کو قدرۃً خشک اور روکھا پھیکا ہونا چاہیئے تاہم فصاحت و بلاغت، روانی اور شستگی الفاظ کے لحاظ سے یہ خطبہ بھی اور خطبوں سے کم نہیں۔ آپ نے حمد و نعت کے بعد اس خطبہ کی اہمیت اس طرح ظاہر کی۔

ایھا الناس اسمعو فانی لا — "لوگو سنو! کیوں کہ شاید میں
ادری لعلی لا القاکم بعد — اس سال کے بعد اس جگہ اس مہینہ
عامی ھذا فی موقفی ھذا فی — میں اس شہر میں تم سے، نہ مل سکوں"۔
شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا — (صحیح بخاری)

"کیا جانتے ہو آج کونسا دن ہے؟ لوگوں نے کہا خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو علم ہے"۔

"آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا "یوم الحرام" ہے۔ کیا جانتے ہو کہ یہ کونسا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کا علم ہے۔ آپ نے فرمایا "بلد الحرام ہے"۔ کیا جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کا علم ہے۔ آپ نے فرمایا یہ شہر حرام ہے۔

اسی طرح جب لوگوں کے دل میں اس دن، اس مہینہ اور اس شہر کی حرمت کا خیال تازہ ہو گیا تو آپ نے اصل مقصد بیان فرمایا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا: "خدا نے تمہارا خون، تمہارا مال، تمہاری آبرو، تم پر اس مہینہ میں، اس شہر میں، اور اس دن کی حرمت کی طرح حرام کیا ہے۔ بعد میں کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو"۔

آپ نے ان الفاظ میں مساوات کی تعلیم دی:۔

ان ربکم واحد، ان — تمہارا خدا ایک، تمہارا باپ ایک تم
اباکم واحد۔ کلکم من — سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی کے تھے
آدم و آدم من تراب ان — خدا کے نزدیک تم میں شریف تو وہ ہے جو

اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ زیادہ پرہیزگار ہے"

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک واعظ اور معلم کی حیثیت سے جو خطبے دیئے ہیں۔ وہ اگرچہ نہایت سادہ ہیں تاہم ان میں بھی بلاغت کا عنصر موجود ہے ایک اخلاقی واعظ کے لئے پیچدار ترکیب، شاندار الفاظ اور تشبیہ و استعارہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کو صرف سادہ الفاظ واضح جملے اور مختصر ترکیبوں سے مطالب کو ذہن نشین کرنا پڑتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے اس حیثیت سے جو خطبے دیئے ہیں وہ تمام تر اسی قسم کے ہیں۔ مدینہ طیبہ آکر سب سے پہلے جو فقرہ آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا:

ایتھا الناس افشوا السلام و	لوگو! سلام پھیلاؤ، کھانا کھلایا کرو،
اطعموا الطعام وصلوا بالیل	اس وقت نماز پڑھا کرو جب لوگ سو
والناس نیام تدخلوا الجنۃ	رہے ہوں۔ جنت میں سلامتی کے ساتھ
بسلام (صحیح بخاری)	داخل ہو جاؤ گے۔

ایک دفعہ آفتاب کو گرہن لگا۔ اتفاق سے اسی دن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کمسن فرزند حضرت ابراہیم نے وفات پائی تھی۔ مزعومات عرب کے مطابق لوگوں نے کہا کہ یہ گرہن اسی لئے لگا ہے آپ نے اس موقع پر ایک بلیغ خطبہ دیا۔ جو کتب حدیث میں مذکور ہے۔ (جاری ہے)

صاحبزادہ برق التوحیدی　　قسط نمبر ۲

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

"برادرانِ یوسف سے مؤدبانہ التماس!"

چند احادیث علامہ شوکانیؒ نے اپنے اس شکوہ کے ساتھ چند احادیث بھی ذکر کی ہیں جن سے ان کے اس مدعی کی تائید ہوتی ہے کہ شراب علی الاطلاق ہر چیز کو کہتے ہیں جس سے عقل پر پردہ پڑ جائے۔ نہ یہ کہ شراب انگور کے ساتھ خاص ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا:

۱۔ "اما بعد ایها الناس انہ نزل تحریم الخمر وھی من خمسة من العنب والتمر والعسل والحنطة والشعیر والخمر ماخامر العقل" (متفق علیہ)

۲۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "ان من الحنطة خمرا ومن الشعیر خمرا ومن الزبیب خمرا ومن التمر خمرا وکل مسکر حرام" (مسلم وغیرہ)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"ان الخمر حرمت والخمر یومئذ والبسر والتمر" (متفق علیہ)

۴۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"کل مخمر خمر وکل مسکر حرام" (ابوداؤد)

ہم نے یہ احادیث اختصار کے پیش نظر "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر پیش کی ہیں ورنہ علامہ شوکانی اور حافظ ابن حزم، علامہ الجزائری وغیرہ نے استیصاب کیا ہے ساتھ ہی مخالف دلائل کا تجزیہ کر کے ان کی صحت کو ثابت کیا ہے۔ بہر حال ان احادیث سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ خمر (شراب) ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے عقل میں

فتور واقع ہو اور ایسی نشہ آور ہر چیز حرام ہے۔ خواہ وہ انگوروں سے ہو یا کھجوروں سے گندم سے ہو یا جو سے ۔۔۔ ان احادیث کی روشنی میں احناف کا "من الشجرتین" والی روایت سے استدلال کرنا بھی باطل ٹھہرتا ہے۔ جبکہ وہ روایت احناف کے اس مدعی کے خلاف بذاتہ ایک اٹل دلیل ہے جس کی بنیاد انھوں نے لغت پر رکھتے ہوئے کہا کہ شراب صرف انگوروں سے ماخوذ کو کہتے ہیں۔

ان احادیث صحیحہ سے انکار اور صحابہ و فقہاء اور ائمہ لغت کے متفقہ فیصلے سے فرار سے ایک مسلمان کے دل میں قلق اور اضطراب کا پیدا ہونا بدیہی امر ہے چنانچہ حافظ ابن حزم احناف کی ان حیلہ سازیوں سے تنگ آکر اپنے احتجاج و احساسات کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

وان ذالك مردود الی سائر النصوص فهل فی الضلال اشنع ممن جعل قول النبی صلی الله علیه وسلم الخمر من هاتین الشجرتین النخلة و العنبة علی غیر الحقیقة بل علی التدلیس فی الدین ...... هل هذا الا فعل الفساق والملغزین فی الدین العابثین فی کلامهم؟ فسحقا فسحقا لکل هوی یحمل علی ان ینسب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم مثل هذا مما یترفع عنه کل مجد لا یرضی بالکذب وسیردون ونرد ویعلمون ونعلم والله لنطولن الندامة علی مثل هذا ان عظاتم والحمد لله علی هداه لنا کثیراً فما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله" (محلی ص ۴۹۵ ج ۱۱)

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ وبرکاتہ اپنے اس واشگاف احتجاج میں یہ کہنا چاہتا ہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی غیر حقیقی تعبیر و توجیہہ کرنا نہ صرف یہ کہ دین میں بیہودیانہ طرز تدلیس ہے بلکہ ضلالت و گمراہی کی وہ بدترین مثال ہے جس کی توقع فسق و فجور سے متعفن ذہنوں اور عبث و ہوس کے تابع قلوب سے ہی رکھی جا سکتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس غلط انتساب و تاویل پر کروڑہا لعنت اور ایسی دریدہ ذہنی اور خلافِ شریعت اس بغاوت و جسارت کا تصور کسی باعزت و ذیشان صاحب علم سے نہیں ہو سکتا۔ بہر حال اس سنگین جرم کے عتاب و عقاب کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا۔ تاہم اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دی۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ کے متعلق اگرچہ یہ مشہور ہے کہ حجاج بن یوسف کی تلوار اور ابن حزم کا قلم یکساں تھا۔ لیکن اس سے مجھے قدرے اختلاف ہے کہ حجاج کی تلوار اکثر ظلم پر اٹھتی جبکہ ابن حزم کا قلم اکثر ہی حق کی حمایت کیلئے حرکت میں آتا اور "اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین" اور "اشداء علی الکفار رحماء بینھم" کا بھی یہی تقاضا ہے۔ چنانچہ ابن حزم کا مذکورہ تبصرہ اسی بات کا مظہر ہے۔

حضرت عائشہؓ کی نکتہ آفرینی اسلام کے احکام و مسائل میں جو حکمت و فلسفہ پنہاں ہے اس تک رسائی ہر ایک کے بس کا روگ نہیں اگرچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگرد رشید حافظ ابن القیمؒ کے علاوہ دیگر ائمہ و محدثین کے بعد شاہ ولی اللہؒ جیسے مجددین نے اس اہم پہلو پر خاصی کامیاب خامہ فرسائی کی ہے لیکن بقول شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

"جمعی کہ سرمایہ علم ایشان شرح وقایہ و ہدایہ باشد کجا ادراک ایں سر دقیق تو انند کرد۔

ع کسی در صحن کا چی فلید جوید اضاع العمر فی طلب المحال

(ازالۃ الخفاء ص ۳۰۴ ج ۳)

ہمارے برادران یوسف اس نعمتِ عظمیٰ سے تقریباً یکسر محروم ہیں اگرچہ وہ بالنظر کہ کر تعطیل احکام۔ اور لغت کے پردہ میں تنسیخ تعدیلِ ارکان میں انہیں خاصی مہارت ہے۔ لیکن فلسفہ و حکمت کا سمجھنا کچھ اور بات ہے۔ محدثین کو عطر فروشی کا طعنہ دینا تو آسان ہے۔ لیکن درحقیقت ع ملاں کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

بہر حال ہم زیر بحث مسئلہ میں احناف کی ہاتھ کی صفائی کا ذکر کر رہے ہیں کہ انھوں نے کہا ہے کہ نام کی تبدیلی سے حکم کی تبدیلی لازم آجاتی ہے۔ احناف کی اس بات میں جو بودا پن ہے وہ کسی صاحبِ دانش پہ مخفی نہیں۔ لیکن احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ادنیٰ دلچسپی رکھنے والا اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہے کہ آپ کا ارشاد گرامی:

"ان ناسا من امتی یشربون الخمر یاسم یسمونھا بہ" (اوکما قال)

یعنی ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب لوگ شراب نوشی کریں گے۔ لیکن اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے۔ بریلوی حضرات کے نزدیک تو خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا ہی کہ احناف نے پیدا ہونا ہے۔ شاید اسی وجہ سے امت کو نجد عراق کی فتنہ خیزیوں اور شرانگیزیوں

سے متنبہ فرما دیا ــــ تاہم آپ نے اس بات کو علامات قیامت کے طور پر ذکر کیا ہے جو یقیناً الہام و وحی پر مبنی ہے۔

بہر کیف ہم سیدۃ الجنۃ ام المومنین صدیقہ کائنات حضرت عائشہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے بیان کردہ اس فلسفہ کو ذکر کرنا چاہتے ہیں جو انھوں نے اس بحث میں ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو اس کے نام کی بنا پر حرام قرار نہیں دیا بلکہ اس سے پیدا ہونے والے نتائج اور عواقب کو پیش نظر رکھ کر اسے حرام قرار دیا۔ چنانچہ جو چیز بھی "نتیجۃ" شراب جیسی ہوگی یعنی اس سے عقل زائل ہو تو اس کی حرمت شراب سے قطعاً مختلف نہیں ہوگی۔ آپ کے الفاظ ہیں

ان اللہ لم یحرم لاسمها وانما حرمها لعاقبتها فکل شراب یکون عاقبتہ کعاقبۃ الخمر فهو حرام کتحریم الخمر (احکام القرآن قرطبی ج ۱۳۲/۱۰۶)

پول کھل گیا مندرجہ بالا بحث سے آپ نے احناف کی لغت دانی اور فلسفہ بیانی کا اندازہ لگا لیا ہوگا۔ اب ذرا منطق خوانی کا حال بھی سن لیجئے۔ احناف کا دعویٰ ہے کہ علوم وفنون میں ہم بڑے ماہر ہیں کیونکہ ہم طلبا کو دس سال تک نحو، صرف اور منطق فلسفہ پڑھاتے اور فقہ سکھاتے ہیں ــــ لیکن قرآن وسنت کی تعلیم کے بغیر یہ بات کوئی باعث فخر نہیں بلکہ کار ندامت ہے۔ کہ طلبہ کو اتنی دیر ہی نہیں بلکہ ساری عمر قرآن وسنت سے محروم رکھنے کی مذموم سازش کی جاتی ہے۔ ہمیں الحمد للہ فخر ہے کہ ہم ان علوم سے قطع نظر بھی نہیں کرتے لیکن قرآن وسنت کی تعلیم کو اولیت اور ترجیح دیتے ہیں بہر حال این سعادت بزور بازو نیست کہ

رضینا قسمۃ الجبار فینا لنا العلم وللجهال مال

لیکن اگر احناف کے اس دعویٰ کو بالفرض تسلیم کر لیا جائے تو بھی ان کی منطق خوانی کا پول کھل جاتا ہے کہ منطق کی تعریف یہ ہے کہ

"وعلم من هذا تعریف المنطق۔ بانہ قانون یعصم مراعاتہ الذهن عن الخطاء فی الفکر" (شرح تہذیب ص ۸)

یعنی منطق وہ علم ہے کہ اس کے اصولوں کے ذریعے ذہن کو فکری غلطی سے محفوظ رکھا جائے ــــ لیکن زیر نظر مسئلہ میں احناف نے اصول منطق کو پس نظر کرتے ہوئے وہ فکری غلطی کی ہے کہ اپنے دنیاوی واخروی نتائج سے نہایت شرمناک ہے۔ مثلاً منطق کا

قاعدہ ہے کہ صغریٰ، کبریٰ کو ملا کر ایک نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے۔ وہ نتیجہ اصول کے مطابق بالکل صحیح ہوتا ہے۔ چنانچہ زیر نظر مسئلہ میں جب ہم اس اصول کو بروئے کار لاتے ہیں تو احناف کے مدعا کی تردید ہوتی ہے۔ اور پتہ چلتا ہے کہ منطق کون جانتا ہے وہ یوں کہ حدیث ہے "کل مسکر خمر وکل خمر حرام"۔

یعنی ہر شراب نشہ آور ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اب اس میں صغریٰ کبریٰ کو ملا حد اوسط کے ذریعے نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ "کل مسکر حرام" یعنی نشہ آور چیز کسی شئی یا جنس سے کیوں نہ تیار ہو وہ حرام ہوگی ـــ لہٰذا اصول منطق کے اعتبار سے احناف کا دعویٰ غلط ثابت ہوا جس سے معلوم ہوا کہ علم و ہنر پر مہارت کی لن ترانیاں اور فلسفہ و منطق سے متعلق منہ سگافیاں نہ صرف کہ خود فریبی ہیں بلکہ ضل و اضل کے مصداق اور "ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور" کے مترادف ہیں۔ غرضیکہ فلسفہ و لغت پر دعویٰ فرعونی کا بھانڈا تو چوراہے میں ٹوٹا ہی تھا۔ لیکن منطق جاننے کا بھرم بھی جاتا رہا۔ اور پول کھل گیا۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

عود الی المقصود

مسئلے کے پہلے حصہ پر اگرچہ ہماری گفتگو ذرا طوالت کا شکار ہو گئی ہے۔ تاہم فائدہ سے خالی نہیں۔ اب ہم معذرت کے ساتھ مسئلے کے دوسرے حصہ کی طرف آتے ہیں۔ کہ احناف کے نقطہ نظر کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے نزدیک شراب کا پینا تب قابل حد جرم ہے جب اتنی مقدار میں پی جائے کہ پینے والے پر مدہوشی طاری ہو جائے۔ عدالت عالیہ کے فاضل جج نے اپنے اختلافی نوٹ میں بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

لیکن احناف کے اس قول کی بنیاد دراصل اس بات پر ہے کہ انھوں نے چونکہ خمر یعنی شراب کو عنب یعنی انگوروں کے ساتھ خاص قرار دیا ہے۔ اور باقی نشہ آور مشروبات کے متعلق یہ نظریہ قائم کیا کہ اگر ان کے پینے کی مقدار اتنی ہو کہ نشہ واقع ہو جائے تو وہ حرام ہوگی ورنہ نہیں ـــ گویا غیر خمر میں جو چیز حد سکر کو پہنچ جائے وہ حرام ہوگی ورنہ نہیں اور انھوں نے سکر کے ساتھ قلیل و کثیر کا فرق پیشِ نظر رکھا ہے جیسا کہ فقہ کی کتب سے معلوم

ہوتا ہے۔

ہم سابقہ بحث میں بالاختصار یہ ثابت کر چکے ہیں کہ انگور کی شراب یا کسی دوسری جنس سے ماخوذ شراب میں کوئی فرق نہیں تو پھر احناف کا خمر انگوروں کے ساتھ خاص کرتے ہوئے اور دوسری مسکرات میں قلیل وکثیر کا فرق کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وعید وتخویف کے ضمن میں آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا جب لوگ شراب نوش کریں گے اور اس کا نام تبدیل کرلیں گے۔

علاوہ ازیں احادیث کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح طور پر اس قلیل وکثیر کے فرق کو ختم کیا ہے اور دونوں کا ایک ہی حکم قرار دیا ہے مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کل مسکر حرام وما اسکر الفرق منہ فملء الکف منہ حرام (ترمذی بحوالہ نیل ص ۱۴۰ ج ۸)

یعنی ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس نشہ آور چیز کو زیادہ — پینے سے نشہ آئے اس کا ایک چلو اور گھونٹ پینا بھی حرام ہے۔ یعنی نشہ آئے یا نہ آئے۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام" (ایضاً)

یعنی جس چیز کے زیادہ پی لینے سے نشہ پیدا ہو اس کا تھوڑا پینا بھی حرام ہے۔

حافظ ابن حزمؒ حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس کا زیادہ پینا عقل کو زائل کردے اور نشہ چڑھائے اس کا زیادہ یا تھوڑا پینا ایک ہی حکم رکھتے ہیں ان کے الفاظ ہیں

والثانی انہ قد صح عن ابن مسعودؓ تحریم کل ما قل او کثر مما یسکر کثیرہ"

(محلی ص ۴۸۹ جلد ۱۱)

حافظ ابن حزمؒ اور امام شوکانیؒ وغیرہ دیگر فقہا مثلاً ابن قدامہ، علامہ جزائری بھی ایسی متعدد احادیث وآثار کا ذکر کرتے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ شراب کے متعلق احناف کا قلیل وکثیر والا فارمولا کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتا۔ بلکہ بالمعنی عوام کو ایک ایسے مذموم کام کی رغبت دلانا ہے جس سے پورے معاشرے میں طوفان بدتمیزی اور منکرات وبےحیائی کا سیلاب آسکتا ہے۔ ان احادیث وآثار کے پیش نظر ائمہ محدثین اور فقہاء ومصلحین کی ایک کثیر تعداد نے بھی احناف کے مدعٰی کی تردید کی ہے۔ مثلاً امام ابن رشد لکھتے ہیں :۔

فقال جمهور فقهاء الحجاز وجمهور المحدثین قلیل الانبذة وکثیرها المسکرة حرام" (بدایة المجتهد ص۴۹۳ ج۱)

ایک دوسری جگہ موصوف رقمطراز ہیں:۔

"فقال اهل الحجاز حکمها حکم الخمر فی تحریمها وایجاب الحد من شربها قلیلا کان او کثیرا او لم یسکر" (ایضاً ص۴۷۹ ج۲)

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ:۔

"والجمهور من الامة علی ان ما اسکر کثیره من غیر خمر العنب فمحرم قلیله وکثیره والحد فی ذالك واجب" (احکام القرآن ص۵۲ ج۳)

علامہ الجزائریؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"والراجح من هذه الاقوال ان کل شراب یسکر کثیره فشرب قلیله حرام ویسمی خمرا وفی شربه الحد سواء کان الشراب من عصیر العنب او التمر او الزبیب او الحنطة او الشعیر او التین او الذرة او الارز او العسل او اللبن او غیرها نیًا کان او مطبوخا..... وسواء جامدة کان او مائعة" (کتاب الفقه ص۲۱ ج۵)

امام ابن قدامہؒ رقمطراز ہیں کہ:۔

ان کل مسکر حرام قلیله وکثیره وهو خمر وحکمه حکم عصیر العنب فی تحریمه ووجوب الحد علی شاربه وروی تحریم ذالك عن عمر وعلی وابن مسعود وابن عمر وابی هریرة وسعد بن ابی وقاص وابی بن کعب وانس وعائشة رضی الله عنهم وبه قال عطاء وطاؤس ومجاهد والقاسم وقتادة وعمر بن عبد العزیز ومالك والشافعی وابو ثور وابو عبید واسحاق" (المغنی ص۳۲۶ ج۱۰)

مشہور محقق عبدالقادر عودہ لکھتے ہیں:۔

واجماع الفقهاء فیما عدا ابو حنیفه واصحابه علی ما اسکر کثیره فقلیله حرام سواء سمی خمرا او کان له اسم الخمر وان شرب القلیل من ای مسکر معاقب علیه ولم یسکر" (التشریع الجنائی الاسلامی ص۵۹ ج۱)

خلاصہ بحث مذکورہ بالا تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ تقریباً امام ابوحنیفہؒ اور ان کے مقلدین کے شرذمہ قلیلہ کے علاوہ تمام صحابہ کرامؓ، فقہاء و مجتہدین اور مشاہیر و محدثین کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے۔ کہ جو چیز بھی نشہ آور ہے اس کا نام خواہ کچھ بھی کہہ لیا جائے اور وہ خواہ کسی جنس سے بنائی گئی ہو علی الاطلاق اس کا تھوڑا پینا اسی طرح حرام ہے جس طرح اس کا زیادہ پینا حرام ہے۔

احناف سے سوال اس مبحث میں امام شافعیؒ نے کتاب الام اور حافظ ابن حزمؒ نے محلی میں اخوان یوسف سے بڑا دلچسپ سوال کیا ہے۔ جسے ہم بلا تبصرہ ہدیہ قارئین کرتے ہیں ___ وہ لکھتے ہیں کہ احناف کے نقطہ نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مسکر چیز کے نو پیالے نوش کرے لیکن مدہوش نہ ہو تو وہ حرام نہ ہوگی۔ لیکن اگر دسواں پیالہ نوش کیا اور مدہوش ہوگیا تو وہ حرام ہوگئی تو اب سوال یہ ہے کہ یہ پیالہ پینے سے پہلے حرام تھا یا بعد میں ہوا۔ یا یہ کہ پینے کے وقت حرام ہوا؟ اب اگر یہ کہا جائے کہ بعد میں حرام ہوا تو یہ بات اور عقل سلیم کے خلاف ہے کہ جو چیز باہر حلال تھی پیٹ میں جانے سے وہ حرام ہوگئی اور اگر یہ کہا جائے کہ پیتے وقت حرام ہوئی تو یہ بھی درست نہیں کہ سکر تو اس میں پینے کے بعد پیدا ہوا پہلے اسے کیوں حرام کہا گیا۔ ورنہ پینے سے پہلے اور حال شرب کے حکم کا اختلاف بھی باطل ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ پینے سے پہلے حرام تھا تو پھر جس برتن میں تھی وہ پلید ہونا چاہیے۔ حالانکہ احناف اس بات کے بھی قائل نہیں۔ لہذا احناف کا یہ دعویٰ ہر وجہ سے باطل ہوا۔ بہر حال بینوا توجروا؟

مؤدبانہ التماس وطن عزیز میں جب بھی نظام اسلام کے نفاذ کی بازگشت سنی گئی کئی دل دکھے کئی ذہن خلجان و پریشان ہوئے اور طرح طرح کے حیلے بہانوں سے اس نعمت کو ٹھکرانے کی سوچی ___ ایسے مہربانوں میں سے ایک مکتب فکر ایسا بھی رہا جسے ہمیشہ یہ شکوہ رہا کہ :۔

لیوسف و اخوہ احب الی ابینا منا ونحن عصبۃ ان ابانا لفی ضلال مبین (یوسف)

یعنی ہم اکثریت میں ہونے کے باوجود اس بے اعتنائی کا شکار کیوں ہیں۔ ہماری منطق، فلسفہ اور فقہ کیوں نہیں چلتی لہذا اس نظام کو یا تو بالکل ختم کر دیا جائے یا پھر سعودی عرب بھیج دیا جائے۔ تاکہ یہ سچ ہو کہ :۔